وقت کو قیمتی بنانے کا طریقہ

از افادات حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ،اکوڑہ خٹک

مرتب: مولانا فضل غفور حقانی

والعصر انّ الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ۔قسم ہے زمانہ کی کہ انسان بوجہ تضیع عمر کے بڑے خسارے میں ہیں ۔مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو اعتقاد حق پر قائم رہنے کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو اعمال کی پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔(العصر)

اللہ تعالیٰ نے انسان پر ظاہراً و باطناً بہت احسانات فرمائے ہیں۔ جو بہت بڑی دولت اور سرمایہ ہے۔ ہر نعمت اپنی جگہ بہت بڑی اور عظیم الشان دولت ہے۔آنکھوں کا دیکھنا، کانوں کا سننا، قوت گویائی عقل وفہم وغیرہ۔اسی طرح ظاہری اور باطنی قوتیں عطاء کی ہیں۔ان نعمتوں میں ایک نعمت عمر ہے جو انسان کا قیمتی سرمایہ ہے۔اسی قیمتی نعمت کے صحیح استعمال سے انسان قیمتی بنتا ہے۔اس نعمت کی ناقدری اور ضیاع بہت بڑا خسارہ ہے۔اکثر لوگ اس قیمتی نعمت کی قدر سے غافل اور نا واقف ہیں۔روایات میں آتا ہے کہ انسان ایک مرتبہ سُبحان اللہ کہتا ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک درخت اُگا دیتے ہیں۔جس کے سایہ کے نیچے تیز رفتار گھوڑا پانچ سو سال تک دوڑتا ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ سبحان اللہ اور الحمدللہ تملأ مابین السماء والارض یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ کا ثواب اگر مجسم ہو جائے تو زمین و آسمان کی ساری کھلی فضاء کو پُر کر دے گا۔حالانکہ یہ پانچ سو سال کے بقدر مسافت ہے۔اتنے چھوٹے اور مختصر سیکنڈوں والے عمل پر اتنا عظیم ثواب ملتا ہے۔اب اندازہ لگائیں کہ ہر انسان کا ایک سیکنڈ کتنا قیمتی ہے۔چند سیکنڈوں (ثانیوں) میں جنت کی وسیع قیمتی سایہ دار زمین کما لی۔ جنت کی زمین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے"ولموضع سوط احدکم خیر من الدنیا ومافیھا" جنت کی کوڑا، برابر زمین دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔دنیا میں بھی زمین کے ٹکڑوں کی قیمتیں مختلف ہیں۔بعض علاقوں کی زمین کے خریدنے کی قوت کسی کے پاس نہیں ہوتی۔

ذکر واذکار کی طرح عبادات پر بھی اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتے ہیں۔جس تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے حیات مستعار کی ہر گھڑی اور لمحہ اُس وقت قیمتی بنے گا۔جب اس کو ذکر وعبادت اور

نیک کاموں میں صرف کیا جائے۔ اگر ان قیمتی لمحات کو ضائع کر دیا تو ہلاکت ہے۔ ان آیات مبارکہ میں زمانہ کو اس بات پر گواہ بنا دیا کہ انسان خسارہ میں ہے یعنی اس کی عمر اور زندگی نقصان میں ہے۔ علماء کرام اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ زندگی انسان کا قیمتی سرمایہ ہے۔ سرمایہ وہ مال ہے جس کو تجارت وغیرہ کے لیے خرچ کر کے مزید مال کمایا جائے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی تجارت کے لیے دی ہے اور سرمایۂ زندگی عطا کر دیا۔ اس عمر کو نیک اعمال میں خرچ کرنا تجارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تجارت وسودا کہا ہے۔ ارشاد باری ہے "یا ایھا الذین امنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللّٰہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم "۔ اے ایمان والو کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے وہ یہ ہے کہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ (الصف۔ آیت ۱۱) اے لوگو! اگر تمہیں تجارت کا شوق ہے تو کیا تمہیں اچھی اور بہترین تجارت نہ بتلاؤں جو آخرت کے دردناک عذاب سے نجات دلائے وہ تجارت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور دین کی سربلندی کے لیے اپنی جانوں اور اموال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیک اعمال ان اوقات یعنی زندگی میں کیے تو اس کے عوض جنت ملے گی۔ یہ ایسا ہے جیسے کسی کو مبیع دینا اور اس کا ثمن وصول کرنا۔ اگر اس رأس المال (زندگی) کو صحیح خرچ نہ کیا تو آخرت میں خسارہ ہے جو اصل خسارہ ہے۔ انسان زندگی کے چند لمحات میں جنت اور اس کے بلند وبالا درجات حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قیمتی نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال کریں تو آخرت کی لازوال قیمتی نعمتیں ملیں گی۔ مسلم شریف کی ایک طویل روایت کا آخری ٹکڑا ہے "کل یغدوا فبائع نفسہ فمعتقھا او موبقھا "تم میں سے ہر ایک صبح میں داخل ہوتا ہے تو وہ خود کو ضرور کسی نہ کسی کام میں مشغول کر دیتا ہے۔ پھر اپنے اس عمل کی وجہ سے یا خود کو ہلاک کر دیتا ہے یا نجات دھندہ بن جاتا ہے۔ یعنی یہ زندگی انسان کی رنج یا خوشی کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ زندگی جو سرمایہ ہے یہ دنیاوی سرمایوں جیسا نہیں۔ مثلاً زمین ایک سرمایہ ہے۔ جس کے منافع بہت ہیں لیکن سب منافع فانی ہیں۔ اگر مالکِ زمین اپنی زمین سے نہ خود فائدہ لے نہ کسی اور کو فائدہ اٹھانے دے تو سرمایہ اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔ جب کہ زندگی کے سرمایہ کا نفع لازوال اور قیمتی ہے لیکن اگر اس کو ضائع کر دیا اور استعمال میں نہ لایا تو کسی اور کے کام نہیں آسکتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہر آن اور گھڑی یہ سرمایہ ختم ہو رہا ہے برف کی طرح پگھل رہا ہے۔ اس کے آفات (گھڑیاں) جمع نہیں ہوتے۔ دنیاوی سرمایہ کا نفع عارضی اور محدود ہے پھر بھی اس کے ضیاع پر انسان افسوس کرتا ہے جب کہ زندگی کے اصلی سرمایہ کا ضیاع اس کو نظر نہیں آتا جس کا نقصان وخسارہ ابدی ہے۔ انسان اپنی اس پُرتعیش زندگی سے قبر جیسی تاریکی والے گھر کی طرف جا رہا ہے۔ اگر ایمان ونیک عمل کی روشنی نہ ہو تو قبر میں کسی قسم کی روشنی میسر نہ ہوگی۔ اگر انسان زیادہ لحیم شحیم (ہٹا کٹا) ہو تو حشرات الارض زیادہ مزے لیں گے۔ اس لیے کہ قبر

تاریکی کے ساتھ کیڑے مکوڑوں اور سانپ بچھوؤں کا گھر ہے۔ اندھیرے میں موذی چیزیں اور بھی خطرناک ہو جاتی ہیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی دنیاوی ہوس بڑھ رہی ہے۔ اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیاوی ساز وسامان کی طرف رغبتیں بڑھ رہی ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ خسارہ کا باعث ہے۔ ناجائز تو چھوڑے کثرت مباحات کی وجہ سے انسان اسراف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مال کماتا ہے زکوۃ ادا نہیں کرتا۔ ایسا مال یقیناً وبال بن جائے گا۔ ارشاد باری ہے "ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللّٰہ من فضلہ ھو خیر لھم بل ھو شرلھم سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ" اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات کچھ ان کے لیے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لیے بہت بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جائیں گے اس کا جس میں اُنھوں نے بخل کیا تھا۔ (ال عمران ۱۸۰)

اگر قلت مال کے خوف کی وجہ سے زکوۃ ادا نہ کرے تو یہ مال زیادتی کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ یہ بخل اس کے لیے شر بن جائے گا۔ قیامت کے دن یہی مال گلے کا طوق بن جائے گا۔ اس کی تفصیل صحیح حدیث میں آئی ہے کہ ایک شخص اپنے مال سے زکوۃ ادا نہ کرے تو اس مال سے اللہ تعالیٰ ایک زہریلا سانپ بنادینگے۔ زہر کی کثرت کی وجہ سے اس کے سر کے بال نہ ہوں گے۔ وہ سانپ اس شخص کی گردن پر سوار ہو کر اس کے جبڑوں کو گرفت میں لے کر کہے گا۔ أنا کنزك أنا مالك۔ میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا مال ہوں، ایک روایت میں یہ شخص اس اژدھے سے بھاگے گا اور اژدھا اس کا پیچھا کرے گا یہ شخص اپنے ہاتھوں کو اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ تو عمر کو صحیح عقیدہ کی تبلیغ اور اشاعت دین میں صرف کرنا چاہیے۔ اور اپنا عقیدہ وعمل درست کر کے دوسروں کے عقیدہ وعمل کو بھی درست کرد۔ زندگی اگر اپنے نفس کی تکمیل اور تکمیل غیر میں صرف ہو تو یہ اچھا سرمایہ ہے۔ اب خسارہ نہیں بلکہ نفع اور خیر ملے گی۔ سب سے اول اور لازمی چیز عقیدہ کی درستگی ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے تمام فیصلے خوشی، غمی، صحت، مال کی کمی یا زیادتی وغیرہ سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ جس کو ایمان بالقدر کہتے ہیں۔ عقیدہ کی درستگی کے بعد اعمال صالحہ ہیں۔ وہ اعمال جو شریعت کے مطابق ہوں۔ اس لیے کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد آزاد نہیں چھوڑا۔ اس کے تمام اعضاء مل کر دماغ، آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ کے لیے احکامات دیئے گویا اس کے تمام اعضاء پابند ہیں۔ ان اعضاء کو اپنے اپنے عطاء کردہ حکم میں لگانا ہوگا۔ پہلے قلبی صفائی کر کے ایمان کی روشنی کے ساتھ اس کو منور کرنا ہوگا۔ بعد میں یہ قلبی روشنی ظاہری اعضاء کی طرف سرایت کرے گا۔ جس کی وجہ سے اعضاء سے نکلنے والے اعمال نورانی اور منور ہوں گے۔ اب ان لوگوں کی غلطی واضح ہوگئی۔ جو بُرے اعمال کرتے رہتے ہیں ان کی صورت اور سیرت اسلام کے مطابق نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہیے۔ دل اگر صاف اور نور ایمان سے مکمل طور پر منور ہو تو اس کے اثرات وثمرات ظاہری اعضاء پر ضرور نمایاں ہوں گے۔ اپنے قلب کو ایمان کی روشنی کے ساتھ منور کر کے دوسروں کے دلوں کو روشن

رنا ہوگا۔ وتـواصـوابـالحق وتواصوابالصبر کا یہی مطلب ہے۔ یعنی جو شخص تکمیل نفس کے بعد دوسروں کی تکمیل کے پیچھے لگے گا تو آخرت کے خسارہ سے بچ جائے گا۔ اس شخص کے لیے دائمی عزت وراحت ہے۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ جس طرح لوگ ایک دوسرے کا انتظار کرتے ہیں اور نہ وقت کے اجزا کو اپنے لیے ذخیرہ کرسکتے ہیں۔ قیامت کے دن حسرت کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا۔ قیامت کے دن کا ایک نام یوم الحسٰرۃ ہے۔ ''وانـذرهـم يو الحسرة اذقضى الامر '' اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرایئے جب کہ جنت ودوزخ کا اخیر فیصلہ کردیا جائے گا۔ (مریم ۳۹)

قیامت کے دن فساق وفجار اپنے اعمال کی وجہ سے افسوس کریں گے لیکن بے سود اور دنیا کی طرف واپسی بھی نہ ہوگی۔ دوسرا کوئی چانس اور موقعہ نہ دیا جائے گا یہ ایک چانس وموقعہ ہے۔ نیک لوگ اس وقت پر افسوس کریں گے جو دنیا میں اللہ کی یاد کے بغیر گذرا ہو۔ کفار افسوس کے ساتھ کہیں گے۔ ''یـالیتـنـی اتـخـذت مـع الـرسـول سبیلا '' کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ دین کی راہ پر لگ لیتا (الفرقان: ۲۷)

''یـالیتنی لم اتخذ فلانا خليلا '' کیا اچھا ہوتا کہ فلاں شخص کو دوست نہ بناتا (الفرقان: ۲۸) لیکن یہ افسوس اور واویلا کچھ کام نہ دے گا۔ زندگی کو موت سے قبل غنیمت سمجھو۔ شریعت کے مطابق زندگی بسر کرو اور عقل صحیح کا بھی یہی تقاضا ہے۔ دنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی کام کے لیے پیدا ہوئی ہے اور اس میں خواہی نہ خواہی صرف ہو رہی ہے۔ تو انسان کس مرض کی دوا ہے اور یہ سب سے اشرف تو بلا مقصد ہو نہیں سکتا اس لیے اپنے مقصد کی شریعت کی روشنی میں تلاش اور عمل ضروری ہے تاکہ کائنات کی دیگر چیزوں سے پیچھے نہ رہے۔ کتنا افسوس ہے کہ کائنات کے حقیر اور انسان سے ہر لحاظ سے کم تر چیزیں اپنے مقاصد میں کھپ رہی ہیں اور انسان غفلت اور جہالت کے اندھیروں میں پڑا ہے۔ ☆☆

دشمن کے مقابلے سے بھاگنا جرم ہے

امام منذری رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ جب مسلمانوں کا اپنے سے دگنے کفار سے ٹکراؤ ہو تو دشمن کے مقابلے سے بھاگنا ان پر حرام ہے سوائے اس کے کہ وہ کسی جنگی چال کے تحت ایک طرف ہوجائیں یا اسلامی لشکر کے ساتھ ملنے کے لیے عارضی طور پر پسپائی اختیار کریں اور اگر کفار دوگنے سے بھی زیادہ ہوں تو میں پھر بھی ان کے لیے راہ فرار اختیار پسند نہیں کرتا۔

(الترغیب والترہیب)